علوم السنہ
شعبہ حدیث اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

پہلی صدی ہجری کی خواتین محدثات کی علمی خدمات: اجمالی تعارف و تجزیاتی مطالعہ

Scholarly Contributions of Female Hadith Narrators in the First Century of Hijrah: An Introductory and Analytical Study

Memoona Irfan*
MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad, Pakistan

Abstract
The Prophetic Hadith constitutes the second fundamental source of Islamic law, providing elaboration, interpretation, and practical application of the Qur'an. The correct and comprehensive understanding of Islamic beliefs, acts of worship, ethics, and socio-legal principles is impossible without the Sunnah of the Prophet ﷺ. The Qur'an repeatedly commands obedience, adherence, and emulation of the Prophet ﷺ, thereby emphasizing the necessity and significance of Hadith and Sunnah. Consequently, Muslim scholars, from the earliest period, developed rigorous principles for the collection, authentication, transmission, and critical analysis of Hadith in order to preserve the sayings, actions, and approvals of the Prophet ﷺ in an authentic and reliable manner. Thus, Hadith not only explains and clarifies the Qur'an but also forms the foundation of Islamic civilization, law, and spiritual refinement. The first century Hijri represents the foundational phase of Islamic scholarship and the consolidation of the Prophetic tradition, wherein female Hadith scholars (Muhaddithat) played a significant role in the preservation, transmission, and teaching of Hadith. This study aims to provide an overview and analytical examination of the scholarly contributions of eminent female Hadith scholars during this early period. It includes the academic and scholarly roles of renowned personalities such as Umm al-Mu'minin Aisha bint Abi Bakr, Umm Salamah, Asma bint Yazid, and other distinguished women, particularly in terms of narration, comprehension of Hadith, juristic insight, and participation in the evaluation of narrators (al-Jarh wa al-Ta'dil). Furthermore, the research explores the socio-religious circumstances that enabled women's active involvement in Hadith sciences, as well as the transmission methods they employed, such as sama', qira'ah, and ijazah. The findings demonstrate that female scholars were not only credible transmitters of Hadith, but also matched their male counterparts in scholarly precision, critical analysis, and interpretive capabilities. This study refutes the misconception that women were absent from early Islamic academic life and highlights their foundational and historical role in safeguarding and transmitting Prophetic knowledge.

Keywords: Prophetic Hadith, Early Islamic period, Female Hadith scholars (Muhaddithat), First century Hijri, Aisha bint Abi Bakr, Umm Salamah, Asma bint Yazid, Hadith transmission, Women in Islamic history, Preservation of Sunnah, Jarh wa Ta'dil

* Email of corresponding author: monatanzeel7113@gmail.com

تعارف موضوع

حدیثِ نبوی ﷺ دینِ اسلام کا بنیادی مصدر ہے جو قرآنِ کریم کی تشریح، تبیین اور عملی صورت فراہم کرتی ہے۔ قرآنِ مجید نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو واجب قرار دیتے ہوئے فرمایا:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا۔[1]

رسول ﷺ جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

صاحبِ تفسیر صراط الجنان فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ رسولِ کریم ﷺ تمہیں جو حکم دیں اس کی اِتّباع کرو کیونکہ ہر حکم میں نبی کریم ﷺ کی اطاعت واجب ہے اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔[2] صاحب روح البیان فرماتے ہیں کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، نبی کریم ﷺ کی مخالفت نہ کرو اور ان کے حکم کی تعمیل میں سستی نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ اسے سخت عذاب دینے والا ہے جو رسولِ اکرم ﷺ کی نافرمانی کرے۔[3]

اسی طرح ارشادِ الٰہی ہے:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔[4]

جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

حضور اکرم ﷺ نے بھی سنت کی حیثیت واضح کرتے ہوئے فرمایا: أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ۔[5] (مجھے قرآن کے ساتھ اس جیسی (سنت) بھی عطا کی گئی ہے۔)

یہ نصوص واضح دلالت کرتی ہیں کہ حدیث دین کے فہم اور اس پر عمل کے لیے ناگزیر ہے۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر صحابۂ کرام اور تابعین رحمہم اللہ نے نہایت احتیاط سے احادیث کو محفوظ کیا، زبانی روایت کے ساتھ تحریری طور پر بھی جمع کیا اور اس کے اصولِ روایت، تحقیق اور تنقید کو قائم کیا، تاکہ سنتِ نبوی ﷺ ہر دور میں محفوظ اور قابلِ اعتماد شکل میں امت تک پہنچتی رہے۔

اسلام کا علمی و فکری سرمایہ جس میں قرآن و سنت نمایاں حیثیت رکھتے ہیں، نہ صرف مردوں کی کاوشوں کا مرہونِ منت ہے بلکہ خواتین نے بھی اس کی تشکیل و ترویج میں بنیادی کردار ادا کیا۔ نبی کریم ﷺ کے دور سے لے کر تابعین کے زمانے تک خواتین نے روایتِ حدیث، تدریس، اور علمی تنقید جیسے اہم شعبوں میں بھرپور شرکت کی۔ خاص طور پر پہلی صدی ہجری کے دور میں متعدد خواتین محدثات نے براہِ راست نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرامؓ اور جلیل القدر تابعین سے علم حاصل کیا اور اسے آگے منتقل کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، اور شفاء بنت عبد اللہؓ جیسی علمی و فکری شخصیات نہ صرف حدیث کی راویات تھیں بلکہ ان کی علمی گہرائی، فقہی بصیرت اور تنقیدی فہم نے علمِ حدیث کے اصول و معیارات پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں: ما رأيت أحداً كان أعلم بسنة رسول الله ﷺ من عائشة۔[6] یعنی میں نے عائشہؓ سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی سنت کا علم رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

موجودہ دور کے تحقیقی و تدریسی نظام میں خواتین محدثات کی خدمات نسبتاً کم اجاگر کی گئی ہیں۔ یہ تحقیقی مطالعہ اسی خلاء کو پُر کرنے کی ایک کوشش ہے، جس کا مقصد نہ صرف ان خواتین کا اجمالی تعارف پیش کرنا ہے بلکہ ان کی علمی خدمات کا تجزیاتی جائزہ بھی فراہم کرنا ہے، تاکہ موجودہ اور آنے والی نسلوں کو ان کے علمی ورثے سے روشناس کیا جا سکے۔

موضوع کی ضرورت و اہمیت

اس تحقیق کی ضرورت اس امر میں مضمر ہے کہ خواتین محدثات نے اس دور میں حدیث کی روایت، تنقید، تدریس اور فہم میں نمایاں کردار ادا کیا، جس کا اعتراف قدیم اسلامی مصادر میں موجود ہے، مگر معاصر تحقیق میں ان کا جائزہ کم ہوا ہے۔ اس کمی کی وجہ سے خواتین کی علمی خدمات کے حوالے سے مکمل اور جامع تصویر سامنے نہیں آسکی۔

عصرِ حاضر میں جب خواتین کی علمی، فکری، اور دینی خدمات کو اجاگر کرنے کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے، تو پہلی صدی ہجری کی خواتین محدثات کی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ نہایت اہم ہو جاتا ہے۔ یہ تحقیق نہ صرف اسلامی تاریخ میں خواتین کے مقام کو اجاگر کرے گی بلکہ جدید مسلم معاشروں میں خواتین کی تعلیمی اور علمی حوصلہ افزائی کے لیے بھی مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔ مزید برآں، اس مطالعے سے محدثات کی علمی میراث کو محفوظ کرنے، ان کے حوالے سے درست معلومات عام کرنے، اور خواتین کی دینی تعلیم و تربیت کے فروغ میں مدد ملے گی۔ اس لیے اس موضوع کی تحقیق دینی، علمی اور سماجی اعتبار سے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

پہلی صدی ہجری کی خواتین محدثات کی علمی خدمات

پہلی صدی ہجری میں صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کا زمانہ تھا، جنہوں نے براہ راست نبی اکرم ﷺ سے یا اُن کے شاگردوں سے علم حاصل کیا۔ اس دور میں خواتین بھی علم حدیث کے میدان میں شریک رہیں اور ان کی روایات کو محدثین نے ثقہ اور معتبر قرار دیا۔ اسلامی تعلیمات میں علم کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور قرآن وسنت کی روشنی میں ہر مسلمان مرد و عورت پر علم حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ علم حدیث چونکہ دین اسلام کا دوسرا بڑا ماخذ ہے، اس لیے اس کی حفاظت، تدوین اور اشاعت میں خواتین کا کردار بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ مردوں کا۔ ذیل میں پہلی صدی ہجری کی اُن خواتین محدثات کی علمی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے جنہوں نے علم حدیث کی روایت، تدریس اور فہم میں نمایاں مقام حاصل کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ

حضرت عائشہ صدیقہؓ اسلام کی عظیم خواتین میں شمار ہوتی ہیں اور نبی کریم ﷺ کی محبوب ترین زوجہ محترمہ تھیں۔ آپؓ کا نسب پاک حضرت ابو بکر صدیقؓ سے تھا، جو اسلام کے پہلے خلیفہ اور نبی ﷺ کے قریبی صحابی تھے۔ حضرت عائشہؓ نے نہ صرف نبی ﷺ کے قریب رہ کر ان کی زندگی کے ہر پہلو کا مشاہدہ کیا بلکہ آپؓ کو اسلامی تعلیمات، فقہ اور حدیث کے میدان میں بے مثال مقام حاصل ہوا۔ آپؓ کو احادیث کی سب سے زیادہ راویہ خواتین میں سے ایک تسلیم کیا جاتا ہے، جنہوں نے تقریباً 2210 احادیث روایت کیں۔ ان کی روایات نے اسلامی فقہ، عقیدہ، اور تاریخ میں گہرے اثرات مرتب کیے۔ ان روایات میں عبادات، سیرت، اخلاق، طہارت، نکاح، اور وراثت جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔[7] حضرت عائشہؓ نہ صرف حدیث کی راویہ تھیں بلکہ اپنی علمی بصیرت اور فصاحت وبلاغت کی وجہ سے فقہی مسائل پر گہرائی سے روشنی ڈالتی تھیں۔ آپؓ نے اسلامی قانون کے متعدد مسائل پر اپنی رائے دی اور کئی مواقع پر دیگر راویوں کی احادیث کی تصحیح و تنقید بھی کی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا شمار اسلامی تاریخ کی سب سے بڑی محدثات اور فقیہات میں ہوتا ہے، جنہوں نے اپنے زمانے میں مردوں کے برابر یا اس سے بڑھ کر علمی خدمات انجام دیں۔ ان کی شخصیت اور علمی خدمات کو امام زہریؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ سمیت دیگر محدثین نے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ ابنِ سعد الطبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں:

ان کے علمی شاگردوں میں عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، اور مسروق جیسے تابعین شامل تھے۔ ان شاگردوں نے بعد میں اسلامی فقہ اور حدیث کی تدوین میں اہم کردار ادا کیا۔[8]

امام مسلم بن حجاج حضرت عائشہؓ کے علمی مقام اور آپ کی روایات کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ: حضرت عائشہؓ کی احادیث نہ صرف روایت پر مشتمل تھیں، بلکہ ان میں علمی تجزیہ اور تنقیدی بصیرت بھی نمایاں نظر آتی ہے۔ انہوں نے کئی مرتبہ بعض روایات کی تشریح یا تصحیح کی، خاص طور پر وہ روایات جو بظاہر نبی کریم ﷺ کے عام معمولات سے مختلف نظر آتی تھیں۔[9]

مفتی احمد یار خان نعیمی شرح مشکوۃ شریف میں حضرت سیدنا عائشہ صدیقہؓ کے علمی مقام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا علوم قرآنیہ، علوم حدیث کی جامع بڑی محدثہ، بڑی فقیہ تھیں۔ کسی نے عرض کیا کہ اے اُمّ المؤمنین! قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حج و عمرہ میں صفا و مروہ کی سعی واجب نہیں، صرف جائز ہے کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَاؕ کہ ان کے سعی میں گناہ نہیں۔ تو آپ نے جواب دیا: اگر یہ سعی واجب نہ ہوتی تو یوں ارشاد ہوتا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَا يَّطَّوَّفَ بِهِمَا کہ ان کے سعی نہ کرنے میں گناہ نہیں۔ اس ایک جواب میں اُصول فقہ کا کتنا دقیق مسئلہ حل فرمادیا کہ واجب کی پہچان یہ ہے کہ اس کے کرنے میں ثواب، نہ کرنے میں گناہ، جائز کی پہچان یہ ہے کہ اس کے نہ کرنے میں گناہ نہ ہو۔ یہاں آیت میں پہلی بات فرمائی گئی ہے۔[10]

اگر صحاح ستہ میں مکرر رویات حذف نہ کی جائیں تو روایات عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعدادیوں ہے:

- صحیح بخاری: 960 احادیث
- صحیح مسلم: 761 احادیث
- سنن ابوداود: 485 احادیث
- سنن نسائی: 690 احادیث
- جامع سنن ترمذی: 535 احادیث
- سنن ابن ماجہ: 411 احادیث
- موطاء امام مالک: 141 احادیث
- مشکوۃ المصابیح: 553 احادیث
- سنن الدارمی: 200 احادیث
- مسند امام احمد بن حنبل: 2524 احادیث
- موطاء امام محمد: 80 احادیث

صحاح ستہ کے ساتھ موطاء امام مالک کی روایات کو جمع کر لیا جائے تو تعدادِ روایات 3983 ہوتی ہے۔

حدیث کا منبع و ماخذ چونکہ ذات رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اسی ذات سے سب سے زیادہ تقرب حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے محبوب خدا کو جلوت و جلوت میں دیکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و فعل کا بنظر غائر مشاہدہ کیا تھا۔ اس لئے آپ سے بہتر مصدقہ روایت حدیث اور کس کی ہو سکتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کو

خداداد قوت حافظہ اور فطری ذہانت و فطانت بھی حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سب سے زیادہ احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ یہ فضیلت کسی بھی ام المومنین کو حاصل نہیں حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک پردہ نشین خاتون اور ام المومنین ہونے کے باعث مرد معاصرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی طرح ہر مجلس میں نہ جا سکتی تھیں جس میں رہبر کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم موجود تھے لیکن اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث کا ہزاروں کی تعداد میں ہونا اس امر کی شہادت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر نامدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ جو آپ رضی اللہ عنہا کی نظر سے گزرا اسے ذہن میں بحسن وخوبی محفوظ کر لیا۔

آپؓ سے مروی احادیث کے اہم موضوعات سیرت نبوی ﷺ، نماز و طہارت کے مسائل، خواتین کے مخصوص احکام، روزہ و عبادات، وحی و نزولِ قرآن، عقائد و توحید، عدل و مساوات، اخلاقیات اور آدابِ معاشرت، علم و تفسیر شامل ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ

حضرت اُمّ سلمہؓ نہایت ذہین، بالغ نظر، اور علمی شعور رکھنے والی خاتون تھیں۔ ان کی تربیت ایک معزز اور تعلیم یافتہ خاندان میں ہوئی تھی، جس کا اثر ان کی دینی بصیرت اور علم حدیث میں مہارت پر نمایاں نظر آتا ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے براہ راست 378 احادیث روایت کیں۔ ان احادیث کو امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں شامل کیا ہے۔ ان کی روایات میں اہم موضوعات جیسے طہارت، نکاح، طلاق، حج، نبی اکرم ﷺ کی ذاتی و گھریلو زندگی، اور خواتین کے مخصوص مسائل شامل ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ ان کی احادیث کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی قریبی صحبت میں رہنے کے باعث بہت سے وہ پہلو بیان کرتی تھیں جو دوسرے صحابہ کو معلوم نہ تھے۔[11]

ان کی شخصیت صرف ایک راویہ حدیث تک محدود نہ تھی، بلکہ وہ ایک فقیہہ، مشیر اور مفکر بھی تھیں۔ فقہی معاملات میں ان کی رائے کو صحابہ کرامؓ عزت و وقار سے سنتے تھے۔ ایک مشہور واقعہ صلح حدیبیہ کے موقع پر پیش آیا، جب صحابہ احرام کھولنے میں تذبذب کا شکار تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت اُمّ سلمہؓ سے مشورہ لیا، تو انہوں نے انتہائی حکیمانہ مشورہ دیا کہ: اے اللہ کے رسول! آپ باہر جائیں، قربانی کریں اور اپنا سر منڈوا دیں، لوگ آپ کی پیروی کریں گے۔ آپؐ نے ایسا ہی کیا اور تمام صحابہؓ نے فوراً عمل کیا۔[12] حضرت اُمّ سلمہؓ نے صرف روایت حدیث میں حصہ نہیں لیا بلکہ انہوں نے تعلیم و تربیت کے میدان میں بھی خدمات سر انجام دیں۔ وہ دیگر صحابیات کو دینی تعلیم دیتی تھیں اور ان کے گھر میں کئی صحابہ و صحابیات علم حاصل کرنے آتے تھے۔ اُن سے بعد کے فقہاء اور محدثین نے بھی روایات اخذ کیں، جیسے عکرمہ، زہری، عطاء بن ابی رباح، اور سلیمان بن یسار جیسے تابعین۔

حضرت اُمّ سلمہؓ کی روایات نہ صرف صحیح السند ہیں بلکہ ان میں بیان کردہ معلومات نے اسلامی فقہ و قانون کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی شخصیت خواتین کے لیے ایک مثالی کردار ہے، جو دین، عقل، مشورہ، وفاداری اور علمی بلندی کی علامت ہے۔ آپ کی مرویات نہایت متنوع موضوعات پر مشتمل ہیں اور فقہ، سیرت، اخلاق، اور خواتین کے مسائل میں ان کی احادیث نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ آپ کی مرویات کے چند موضوعات میں رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے حالات و اقوال، حجاب کے مسائل، فقہی مسائل، جہاد و ہجرت اور صبر، رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و عادات، نزول وحی اور خواتین کے مسائل شامل ہیں۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، جنہیں لقب ذات النطاقین دیا جاتا ہے، اسلام کے ابتدائی دور کی ممتاز صحابیہ تھیں۔ وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بڑی بیٹی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بڑی بہن تھیں۔ آپؓ نے اسلام کی ابتدائی مدت میں سخت آزمائشیں جھیلیں اور ہجرتِ مدینہ میں شرکت کی، جو آپ کی دین کے لیے وابستگی کا واضح ثبوت ہے۔ حضرت اسماءؓ کی زندگی دینی علم و عمل کی روشن مثال ہے اور ان کی علمی خدمات نے انہیں خواتین محدثات میں نمایاں مقام عطا کیا ہے۔[13]

ابنِ حجر عسقلانی آپ کے علمی مقام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: علمی اعتبار سے، حضرت اسماءؓ نہ صرف قرآن و حدیث کی گہری سمجھ رکھتی تھیں بلکہ فقہ، اخلاق اور اسلامی معاشرت کے میدان میں بھی دانشورانہ بصیرت کی حامل تھیں۔ نبی اکرم ﷺ کی قربت اور آپ کی تعلیمات سے براہِ راست مستفید ہونے کی وجہ سے ان کا علمی مقام بہت بلند تھا۔ [14]

امام ذہبی، سیر اعلام النبلا میں آپ کی خدمات حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنی احادیث کے ذریعے اسلامی معاشرت، عبادات اور خواتین کے مسائل کی روشنی میں دین کی تعلیمات کو واضح کیا۔[15]

حدیث کی اشاعت کے سلسلے میں حضرت اسماءؓ کا کردار نہایت اہم اور قابلِ قدر رہے۔ انہوں نے متعدد احادیث کو نبی ﷺ سے براہِ راست سنا اور اپنی زندگی میں ان تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے انہیں صحیح طریقے سے اپنے شاگردوں اور تابعین تک پہنچایا۔ ان سے 56 احادیث مروی ہیں۔ جن لوگوں نے حضرت اسماء سے احادیث روایت کی ہیں ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر عروہ بن زبیر، ابو بکر عباد، عامر، فاطمہ بنت منذر، صفیہ بنت شیبہ شامل ہیں۔ ان کی روایات امام بخاری، امام مسلم، ترمذی اور نسائی جیسی معتبر کتب میں شامل ہیں، جو ان کی روایت کی صحت اور اعتبار کا ثبوت ہیں۔

علاوہ ازیں، حضرت اسماءؓ کا علمی کردار اس وقت کی خواتین کے لیے مشعل راہ ثابت ہوا، کیونکہ انہوں نے یہ ثابت کیا کہ خواتین بھی دینی علم کے حصول اور اس کی تبلیغ میں برابر کی شریک ہو سکتی ہیں۔ ان کی علمی خدمات اور حدیث کی اشاعت نے خواتین محدثات کے دائرہ کار کو وسیع کیا اور اسلامی تعلیمات کے فروغ میں ان کا کردار اجاگر کیا۔

آپ نے کوئی کتاب مرتب نہیں کی، مگر آپ سے تقریباً 56 سے زائد احادیث مختلف کتبِ حدیث میں مروی ہیں ان میں سے بعض احادیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی اور مسند احمد میں درج ہیں۔ آپ نے خود کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ اس دور میں حدیث کو تحریری طور پر محفوظ کرنے کا عمل محدود تھا اور بعد میں باقاعدہ تدوین کا کام شروع ہوا۔ آپ کے دور میں احادیث کی سماعت اور زبانی بیان کرنا عام تھا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ کی روایت کردہ احادیث مختلف اہم اسلامی موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔ ان احادیث سے نہ صرف سیرتِ نبوی ﷺ پر روشنی پڑتی ہے بلکہ فقہی، معاشرتی، اور اخلاقی تعلیمات کا بھی پتا چلتا ہے۔ آپ کی روایت کردہ احادیث کے اہم موضوعات میں ہجرت نبوی ﷺ، فقہی مسائل جیسے نماز، قربانی اور عورتوں کے مسائل، حیاء، زہد و قناعت اور توکل، اخلاق و آداب، جہاد اور شہادت شامل ہیں۔

شفاء بنت عبداللہ

شفاء بنت عبداللہؓ العدویہ اُن مخلص صحابیات میں سے تھیں جنہیں اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔ ان کا تعلق قریش کے ایک ممتاز خاندان بنو عدی سے تھا۔ وہ حضرت عمر فاروقؓ کی قریبی عزیزہ اور علمی ہمراز بھی تھیں۔ اسلامی تاریخ

میں وہ ان چند خوش نصیب خواتین میں شامل ہیں جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، اور یہی ان کی علمی خدمات کی بنیاد بنی۔ شفاء بنت عبد اللہؓ کو نبی کریم ﷺ کی طرف سے رقیہ (دم کی دعا) سکھانے کا شرف حاصل ہوا۔ شفاء بنت عبد اللہ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" کیا تم اس (حفصہ رضی اللہ عنہ) کو نملہ (پھنسیاں جو پسلی پر نکلتی ہیں) کا دم نہیں سکھا دیتی جس طرح تم نے اسے لکھنا سکھایا ہے۔[16]

اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کو نبی اکرم ﷺ نے باقاعدہ تعلیم دینے کی اجازت دی، جس کا مقصد دینی تعلیمات کی اشاعت اور سیکھنے سکھانے کے عمل کو فروغ دینا تھا۔ آپ کی علمی تربیت کا اثر آپ کی شخصیت پر بھی نمایاں تھا، اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو عہدِ نبوی اور خلافتِ راشدہ دونوں ادوار میں علمی اعتبار سے ممتاز مقام حاصل رہا۔

شفاء بنت عبد اللہؓ نے کئی احادیث براہ راست رسول اکرم ﷺ سے روایت کیں۔ ان کی روایات کو امام ابن سعد، امام ذہبی اور امام ابن حجر جیسے جلیل القدر محدثین نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ ان روایات کا تعلق عقائد، عبادات اور معاشرتی امور سے ہے۔

ایک معروف روایت جو امام بخاری نے الادب المفرد میں ذکر کی، وہ شفاء بنت عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی بھلے کام کی رہنمائی کرے، اُسے اس عمل کا اجر بھی ملتا ہے۔[17]

یہ روایت نہ صرف آپ کی روایت کی صلاحیت کو ظاہر کرتی ہے بلکہ یہ بھی کہ آپ نے دین کے بنیادی اصولوں کو معاشرتی سطح پر منتقل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے شفاء بنت عبد اللہؓ کی علمی صلاحیت اور فہم و فراست کو دیکھتے ہوئے انہیں مدینہ منورہ کے بازار کی نگرانی کا منصب سونپا۔ ابن سعد اپنی مشہور کتاب الطبقات الکبریٰ میں بیان کرتے ہیں: شفاء بنت عبد اللہؓ کو حضرت عمرؓ نے بطور محتسب بازار مقرر کیا، تاکہ وہ انصاف کے اصولوں پر نگرانی کریں اور دھوکہ دہی و ظلم سے روکیں۔[18]

یہ اقدام اسلامی تاریخ میں خواتین کو عملی سطح پر قیادت و نگرانی دینے کی واضح مثال ہے۔ شفاءؓ نے یہ ذمہ داری نہایت دانشمندی سے نبھائی اور شریعت کے اصولوں کے مطابق منصفانہ اقدامات کیے۔

شفاء بنت عبد اللہؓ کی علمی تربیت کا اثر ان کی بیٹی حفصہ بنت عمرؓ پر بھی پڑا، جو بعد میں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ بنیں۔ حضرت حفصہؓ کو قرآن مجید کے حفظ، کتابت اور حفاظت میں نمایاں کردار ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شفاء بنت عبد اللہؓ نے اپنی علمی دولت کو صرف خود تک محدود نہیں رکھا بلکہ آئندہ نسلوں میں بھی منتقل کیا۔

شفاء بنت عبد اللہؓ تابعین اور صحابہ کرامؓ کو تعلیم دینے والی ایک جلیل القدر صحابیہ تھیں، مگر ان کے بارے میں کسی تاریخی یا حدیثی ماخذ میں یہ ذکر نہیں ملتا کہ انہوں نے کوئی مستقل کتاب یا مجموعۂ احادیث مرتب کیا ہو۔ ان سے جو احادیث روایت ہوئی ہیں، وہ دیگر محدثین نے اپنی کتب میں درج کی ہیں (جیسے سنن ابی داود، مسند احمد وغیرہ)۔ ان کی تعلیمی خدمات اور علمی مقام کی بناء پر ان کا ذکر کئی کتبِ رجال اور تراجم میں آیا ہے، مگر وہ خود کسی تصنیف یا مدوّن حدیثی مجموعے کی مؤلفہ نہیں تھیں۔

علمی خدمات کا تجزیہ

اسلام کی ابتدائی صدیوں میں خواتین محدثات نے حدیث کے ذخیرے کے تحفظ، اشاعت اور تدریس میں نہایت فعال کردار ادا کیا۔ نبی کریم ﷺ کے دور سے لے کر قرونِ اولیٰ تک خواتین نہ صرف علمِ حدیث حاصل کرنے میں پیش پیش رہیں بلکہ اسے

روایت کرنے، یاد رکھنے اور شاگردوں کو منتقل کرنے میں بھی مرد محدثین کے شانہ بشانہ رہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، اور شفاء بنت عبد اللہؓ جیسی جلیل القدر خواتین نے ہزاروں احادیث روایت کیں اور اپنی علمی بصیرت، فقہی فہم اور تنقیدی مہارت کی بنا پر عظیم علمی ورثہ چھوڑا۔

ان خواتین نے صرف روایات کو نقل ہی نہیں کیا بلکہ کئی مواقع پر احادیث کے مفاہیم پر بحث کی، غلط فہمیوں کی اصلاح کی اور علم کی تدوین و تنقید میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ حضرت عائشہؓ کی مثال اس لحاظ سے بہت نمایاں ہے جنہوں نے بعض روایات پر علمی نقد کیا اور امت کو درست فہم مہیا کیا۔ اسی طرح شفاء بنت عبد اللہؓ کو حضرت عمرؓ نے مدینہ کے بازار کی نگرانی کی ذمہ داری دی، جو ان کی علمی، انتظامی اور دینی بصیرت کا مظہر ہے۔

یہ خواتین صرف علم حدیث کی روایت تک محدود نہیں رہیں، بلکہ ان کے گھروں کو علمی مراکز کی حیثیت حاصل ہوئی جہاں طلبہ و طالبات علم حدیث حاصل کرتے۔ ان محدثات کی علمی خدمات اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلام میں خواتین کو دینی علوم کے حصول اور ان کی اشاعت میں مرکزی مقام حاصل ہے۔ آج کے علمی حلقوں میں ان خواتین کے کردار کو اجاگر کرنا، ان پر تحقیقی کام کو فروغ دینا اور نئی نسل کو ان کے علمی ورثے سے روشناس کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

خلاصہ کلام

حدیثِ نبوی ﷺ اسلامی شریعت کا دوسرا ابنیادی ماخذ ہے جو قرآنِ کریم کی تفصیل، تشریح اور عملی تعبیر فراہم کرتی ہے۔ دین کے عقائد، عبادات، اخلاقیات اور معاشرتی و قانونی اصولوں کی صحیح اور جامع تفہیم سنتِ رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں۔ قرآن بارہا رسول ﷺ کی اطاعت، اتباع اور اُسوۂ حسنہ کی پیروی کا حکم دیتا ہے، جس سے سنت اور حدیث کی ضرورت و اہمیت مزید واضح ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم علماء نے ابتدا ہی سے احادیث کے جمع و تدوین، تحقیق و تنقید اور روایت و درایت کے اصول وضع کیے، تاکہ نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات کو محفوظ اور معتبر شکل میں امت تک پہنچایا جا سکے۔ اس طرح حدیث نہ صرف قرآن کی شرح و وضاحت کرتی ہے بلکہ اسلامی تہذیب و معاشرت، قانون اور روحانی تربیت کی بنیاد بھی فراہم کرتی ہے۔

پہلی صدی ہجری اسلامی علوم کی بنیاد سازی اور روایتِ نبوی کے استحکام کا دور ہے، جس میں خواتین محدثات نے حدیث کی تدوین، روایت اور تدریس میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس تحقیقی مطالعے کا مقصد اس ابتدائی دور کی ممتاز خواتین محدثات کی علمی خدمات کا اجمالی تعارف اور تجزیاتی جائزہ پیش کرنا ہے۔ تحقیق میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ بنت ابی بکر، اُمّ سلمہ، اسماء بنت یزید اور دیگر جلیل القدر خواتین کی روایت سند، فہم حدیث، فقہی بصیرت اور رجال پر نقد و جرح کے عمل میں کردار شامل ہے۔ مزید برآں، اس مطالعے میں ان سماجی و مذہبی عوامل کا جائزہ لیا گیا ہے جنہوں نے خواتین کو علمی سرگرمیوں اور حدیث کے میدان میں فعال کردار ادا کرنے کے مواقع فراہم کیے، نیز ان طریقہائے روایت جیسے سماع، قراءت اور اجازت کا ذکر کیا گیا ہے جنہیں انہوں نے اختیار کیا۔ تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ خواتین محدثات نہ صرف روایتِ حدیث کا معتبر ذریعہ تھیں بلکہ علمی معیار، تحقیق و تدقیق اور استنباطی صلاحیتوں کے اعتبار سے اُنہوں نے مرد علماء کے شانہ بشانہ خدمات انجام دیں۔ یہ مطالعہ اس تاثر کی تردید کرتا ہے کہ ابتدائی اسلامی دور میں خواتین علمی میدان سے غیر حاضر تھیں، اور اس حقیقت کو اُجاگر کرتا ہے کہ سنتِ نبوی کے تحفظ اور ترسیل میں خواتین محدثات نے بنیادی اور تاریخی حیثیت کا کردار ادا کیا۔

نتائج

پہلی صدی ہجری کی خواتین نے علم حدیث کے میدان میں نہایت فعال اور مؤثر کردار ادا کیا۔ وہ صرف احادیث کی راویہ ہی نہیں بلکہ ان کی فہم، تشریح اور تدریس میں بھی نمایاں حیثیت رکھتی تھیں۔ محدثین کرام نے ان خواتین راویات کو ثقہ، صادق، اور امین قرار دیا۔ ان کی روایات کو بخاری، مسلم، اور دیگر صحاح ستہ میں شامل کیا گیا، جو ان کی دیانت اور علمی مقام کا ثبوت ہے۔ حضرت عائشہؓ جیسی محدثات نے صرف روایت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دیگر صحابہ کی روایات پر علمی نقد بھی کیا۔ اس سے ان کے اجتہادی مقام اور فہم حدیث کی گہرائی کا اندازہ ہوتا ہے۔

متعدد خواتین محدثات نے گھروں میں علمی مجالس منعقد کیں جہاں مرد و خواتین طلبہ علم حاصل کرتے۔ یہ خواتین نہ صرف تعلیم دینے والی تھیں بلکہ تربیت اور اخلاقی اصلاح کا ذریعہ بھی بنیں۔ اس دور کی خواتین محدثات کی خدمات نے آئندہ صدیوں میں خواتین کی دینی تعلیم میں شمولیت کی راہ ہموار کی۔ ان کی مثالیں بعد کے ادوار کی خواتین کے لیے عملی نمونہ بن گئیں۔

خواتین محدثات کی علمی خدمات آج کے دور میں اس لیے بھی اہمیت رکھتی ہیں کہ وہ اسلامی معاشرے میں خواتین کے علمی کردار کی تاریخی گواہی فراہم کرتی ہیں، جو عصری علمی اور سماجی مباحث میں ایک مثبت حوالہ ثابت ہو سکتی ہیں۔

سفارشات

1. جامعات، تحقیقی اداروں اور دینی مدارس میں خواتین محدثات پر الگ سے تحقیقی منصوبے اور ایم۔ فل / پی۔ ایچ۔ ڈی سطح پر علمی کام کرایا جائے تاکہ ان کے علمی مقام کو بہتر انداز میں اجاگر کیا جا سکے۔
2. مدارس و جامعات کے نصاب میں پہلی صدی ہجری کی خواتین محدثات کی سوانح، علمی خدمات اور حدیثی مقام کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ و طالبات ان علمی شخصیات سے روشناس ہو سکیں۔
3. ان خواتین محدثات پر مستند، سادہ اور جامع مواد کو ڈیجیٹل شکل میں ویب سائٹس، یوٹیوب، اور سوشل میڈیا پر عام کیا جائے تاکہ جدید دور کے طلبہ اور محققین کو آسان رسائی حاصل ہو۔
4. اسلامی جامعات اور اداروں میں خواتین کے علم حدیث میں کردار پر مبنی کانفرنسز اور سیمینارز منعقد کیے جائیں تاکہ علمی و فکری مباحث کے ذریعے ان موضوعات کو اجاگر کیا جا سکے۔
5. عصرِ حاضر میں جہاں خواتین کے تعلیمی کردار پر سوالات اٹھائے جاتے ہیں، وہاں ان محدثات کی مثالیں پیش کر کے ایک مثبت علمی و فکری تاثر پیدا کیا جائے کہ اسلام میں خواتین کا علمی کردار ہمیشہ اہم اور مؤثر رہا ہے۔
6. خواتین محدثات کی زندگی اور خدمات پر مختصر، عام فہم اور مستند کتابچے اردو اور انگریزی میں شائع کیے جائیں تاکہ مختلف طبقہ ہائے فکر تک ان کی خدمات پہنچ سکیں۔

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات و حواشی

[1] القرآن الکریم، الحشر ۵۹: ۷۔

Al-Qur'ān al-Karīm, al-Ḥashr 59: 7.

[2] محمد قاسم قادری، صراط الجنان فی تفسیر القرآن (کراچی، مکتبہ فیضانِ مدینہ، ۲۰۱۳) ج ۱۰، ص ۸۰۔

Muḥammad Qāsim Qādrī, Ṣirāṭ al-Jinān fī Tafsīr al-Qur'ān (Karāchī, Maktabah Faīḍān-e-Madīnah, 2013) vol. 10, p. 80.

[3] عبداللہ بن احمد بن محمود، تفسیر النسفی مدارک (بیروت، دارالکلم الطیب، ۱۹۹۸) ج ۳، ص ۴۵۸؛ محمد اسماعیل حقی، مترجم محمد فیض اویسی، تفسیر روح البیان (بہاولپور، مکتبہ اویسیہ رضویہ، ۲۰۰۵) ۴۲۹۔

Abdullāh bin Aḥmad bin Maḥmūd, Tafsīr al-Nasafī Madārik (Bayrūt, Dār al-Kalīm al-Ṭayyib, 1998) j. 3, p. 458; Muḥammad Ismāʿīl Ḥaqqī, mutarjim Muḥammad Faīḍ Owaīsī, Tafsīr Rūḥ al-Bayān (Bahāwalpūr, Maktabah Owaīsiyyah Raḍawiyyah, 2005) p. 429.

[4] القرآن الکریم، النساء ۴: ۸۰۔

al-Qur'ān al-Karīm, al-Nisā' 4: 80.

[5] ابو داود سلیمان بن اشعث، سنن ابي داود (کراچی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۱۲) حدیث: 4604۔

Abū Dāwūd Sulaymān bin Ashʿath, Sunan Abī Dāwūd (Karāchī, Ḍiyā' al-Qur'ān Publications, 2012) Ḥadīth: 4604.

[6] الذهبي، سیر أعلام النبلاء (بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۹۹۶) ج 2، ص 135۔

al-Dhahabī, Siyar Aʿlām al-Nubalā' (Bayrūt, Mu'assasah al-Risālah, 1996) j. 2, p. 135.

[7] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، (کراچی، نفیس اکیڈمی) جلد 8، ص 61۔

Ibn Saʿd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā (Karāchī, Nafīs Academy) vol. 8, p. 61.

[8] امام ذہبی، سیر اعلام النبلاء (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۹۹۶ء) جلد 2، ص 135۔

Imām Dhahabī, Siyar Aʿlām al-Nubalā' (Bayrūt, Mu'assasah al-Risālah, 1996) j. 2, p. 135.

[9] امام مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الجنائز، (قاہرہ: دار احیاء التراث العربی) حدیث نمبر 927۔

Imām Muslim bin Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Janā'iz (Qāhirah, Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʿArabī) Ḥadīth no. 927.

[10] احمد یار خان، مراٰۃ المناجیح، کتاب المناقب، باب مناقب ازواج النبی (گجرات، نعیمی کتب خانہ)، جلد 8، ص 505۔

Aḥmad Yār Khān, Mir'āt al-Manājīḥ, Kitāb al-Manāqib, Bāb Manāqib Azwāj al-Nabī (Gujrāt, Naʿīmī Kutub Khānah), vol. 8, p. 505.

[11] سیوطی، تدریب الراوی (المدینہ المنورہ، دار السیر) ج 2، ص 251۔

al-Suyūṭī, Tadrīb al-Rāwī (al-Madīnah al-Munawwarah, Dār al-Sir) vol. 2, p. 251.

[12] ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، (لاہور، پروگریسیو بکس، ۲۰۱۶)، حدیث 2731۔

Abū ʿAbdullāh Muḥammad bin Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ Bukhārī (Lāhor, Progressive Books, 2016), Ḥadīth 2731.

[13] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، (کراچی، نفیس اکیڈمی) جلد 8، صفحہ 75۔

Ibn Saʿd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā (Karāchī, Nafīs Academy) j. 8, p. 75.

[14] ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، (لاہور، مکتبہ رحمانیہ) جلد4، صفحہ200۔

Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, al-Iṣābah fī Tamyīz al-Ṣaḥābah (Lāhor, Maktabah Raḥmāniyyah) vol. 4, p. 200.

[15] الامام ذہبی، سیر اعلام النبلاء، (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۹۹۶ء) جلد8، صفحہ112۔

al-Imām Dhahabī, Siyar Aʿlām al-Nubalā' (Bayrūt, Mu'assasah al-Risālah, 1996) vol. 8, p. 112

[16] شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی، مشکوۃ المصابیح (لاہور، مکتبہ محمدیہ، ۲۰۰۵) حدیث ۴۵۶۱۔

Shaykh Walī al-Dīn al-Khaṭīb al-Tabrīzī, Mishkāt al-Maṣābīḥ (Lāhawr, Maktabah Muḥammadiyyah, 2005), Ḥadīth 4561.

[17] محمد بن اسماعیل، الادب المفرد للبخاری (مکۃ المکرمہ، دارالصدیق، ۲۰۰۰)، حدیث: 166۔

Muḥammad bin Ismāʿīl, al-Adab al-Mufrad lil-Bukhārī (Makkah al-Mukarramah, Dār al-Ṣiddīq, 2000), Ḥadīth: 166.

[18] ابنِ سعد، الطبقات الکبریٰ (کراچی، نفیس اکیڈمی) ج8، ص404۔

Ibn Saʿd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā (Karāchī, Nafīs Academy) vol. 8, p. 404.